معاشرتی انحطاط کا سدِّ باب

ایک فی صد برسرِ اقتدار طبقہ مغرب زدگی کے کوڑھ کو اس ملک کی ۹۹ فی صد مسلم آبادی پر مسلط کر دینے پر بضد ہے۔ حد یہ کہ راے عام کے دباؤ کے تحت قرار دادِ مقاصد میں اسلام کا کلمہ پڑھ لینے کے بعد، پھر اس کے متوازی یہ روش بھی جاری رہی ہے کہ اخلاق و معاشرتی لحاظ سے قوم کو اسلامی معیار سے اور زیادہ نیچے گرا دیا جائے۔ پھر مسودۂ دستور میں اسلام کے نمایاں اجتماعی تقاضوں کو صاف صاف لفظوں میں جذب کر لینے کے بعد بھی یہ الٹی مہم چلائی جارہی ہے کہ آرٹ اور کلچر اور ترقی کی اصطلاحات کے پردے میں عریانی اور فحاشی کا ایک ایسا طوفان اُٹھا دیا جائے جس کا پانی دستوری فیصلوں کے سر سے گزر جائے.....

اس موقعے پر جماعت اسلامی کی مجلسِ شوریٰ نے اپنی ایک قرارداد کے ذریعے اربابِ اقتدار کو بھی اس بارے میں متنبہ کیا ہے اور عوام کو بھی توجہ دلائی ہے۔ قرارداد منفی نوعیت کی نہیں، مثبت طور پر اسلامی ماحول بنانے کے لیے تعمیری تجاویز بھی سامنے لاتی ہے۔ اِن تجاویز میں ریڈیو اور سینما اور دوسری تفریحات کو اخلاق سوز سرگرمیوں سے ہٹا کر تعمیری مقاصد کے تابع کرنے، جائز تفریحات کے لیے شہروں اور قصبوں اور خاص طور پر نئی آبادیوں میں مناسب انتظامات کرنے، ملکی اور غیر ملکی لٹریچر پر احتساب کی کڑی نگاہ جمائے رکھنے، مخلوط تعلیم کا سدِّ باب کرنے، آرٹ اور کلچر کے نام سے ہونے والی سرگرمیوں میں وزرا اور سرکاری افسروں کے لیے حصہ لینے کی ممانعت کرنے اور زناکاری کے اڈّوں کا ملک بھر میں استیصال کرنے کے مطالبات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ وہ مفاسد ہیں جنھوں نے ہر دور میں انسانیت کی ترقی میں رکاوٹ ڈالی ہے اور جن کے مضر نتائج بار بار کے عالم گیر تجربوں سے نمایاں ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر اسلامی نظامِ اخلاق و معاشرت تو ان کے ہوتے ہوئے کسی درجے میں بھی پروان نہیں چڑھ سکتا۔ پس ہر معقول آدمی ان تجاویز کی اہمیت کو محسوس کر سکتا ہے۔ ان میں خطاب صرف حکومت ہی سے نہیں کیا گیا بلکہ عوام سے بھی دردمندانہ اپیل کی گئی ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کے اخلاق کو بچانے کی سعی کریں۔ (’اشارات‘، نعیم صدیقی، ترجمان القرآن، جلد ۴۲، عدد ۴، شوال ۱۳۷۳ھ، جولائی ۱۹۵۴ء، ص ۷-۸)